کلوروفل اور قرآن

ا۔ سائنس اور قرآن ۔ ایک نظر میں

جناب مولوی محمد شہاب الدین ندوی ۔ فرقانیہ اکیڈمی چک باناور بنگلور نارتھ

قرآن حکیم کا نظام دلائل قرآن مجید شعر و شاعری، ہندسہ و ریاضی، منطق و فلسفہ، تاریخ و جغرافیہ معاشیات و سیاسیات اور سائنس اور ٹکنالوجی وغیرہ کسی مخصوص دنیوی علم و فن کی کتاب نہیں ہے۔ اس کا اصل اور بنیادی موضوع عالم بشری کی فکری و اعتقادی اصلاح اور انفرادی و اجتماعی زندگی میں ہر حیثیت سے اس کی ہدایت و رہنمائی ہے۔ مگر دیگر فرسودہ مذاہب کی طرح اسلام مخصوص لوگوں کے جذبات سے اپیل نہیں کرتا اور اپنے نظریات و تصورات کو لوگوں کے دل و دماغ پر زبردستی مسلط نہیں کرتا۔ اور دوسری حیثیت سے وہ غیر معقول اور خلافِ عقل عقائد کی تعلیم نہیں دیتا جیسے عیسائیوں کے عقیدۂ تثلیث و کفارہ یا پارسیوں کے عقیدہ ثنویت (DUALISM)[1] یا شیعوں کے عقیدۂ بداء وغیرہ کا حال ہے۔ بلکہ وہ تمام معاملات میں عقل و خرد اور سوچ بچار سے کام لینے کی دعوت دیتا ہے۔ اور اپنے پیش کردہ عقائد و تعلیمات کے اثبات کے لئے ہر قسم کے علمی و عقلی اور آفاقی و انفسی دلائل نہایت انوکھے اور دلنشیں طرز میں بیان کرتا ہے۔ جن کے لحاظ سے انسانی ذہن و دماغ میں پیدا ہونے والے تمام شکوک و شبہات رفع ہو جاتے ہیں اور کسی قسم کی پیچیدگی یا غیر معقولیت باقی نہیں رہتی یہ اسلام کی ایک بہت بڑی خصوصیت

---

[1] یہ عقیدہ کہ دنیا میں خیر و شر کی الگ الگ حکومتیں قائم ہیں۔ خدائے خیر (یزدان) الگ ہے اور خدائے شر (اہرمن) الگ۔ اور ان دونوں میں ہمیشہ کش مکش اور آویزش برپا رہتی ہے۔ ایک کے قبضہ میں روشنی اور جملہ حسنات ہیں تو دوسرے کے قبضہ میں تاریکی اور تمام سیئات۔

ہے جس کا مقابلہ اس صفحۂ ارض پر کوئی دوسرا مذہب یا صحیفہ ہرگز نہیں کر سکتا۔

شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن هدی للناس وبینٰت من الهدی والفرقان:
ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔ وہ نوع انسان کے لئے ہدایت نامہ ہے (جس میں نوع انسانی کی) رہبری اور حق و باطل میں فرق و امتیاز کے دلائل موجود ہیں (بقرہ: ۱۸۵)

ان فی ذالك لذکری لمن کان له قلب او القی السمع وهو شهید: اس میں ایک بہت بڑی یاد دہانی موجود ہے ہر اس شخص کے لئے جو قلب (سلیم) رکھتا ہو یا توجہ کے ساتھ اس کی نصیحت پر کان دھرتا ہو (ق: ۳۷)

وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمومنین: اور ہم قرآن کے ذریعہ ان مضامین کو اتارتے ہیں جو (ہر قسم کے قلبی امراض کے لئے) شفاء اور اہل ایمان کے لئے رحمت ہیں (بنی اسرائیل: ۸۲)

اسلامی عقائد و ایمانیات میں توحید، رسالت اور معاد (یوم جزاء) کے تصورات نہایت اہم اور معرکہ آراء نوعیت کے حامل ہیں۔ کیوں کہ اخلاق و کردار کی درستی اور تمام اعمال صالحہ پر عمل پیرائی کا دارومدار انہیں تصورات پر ہے۔ اس لئے قرآن مجید میں ان امور کے اثبات کے لئے بہت زیادہ زور دیا گیا ہے اور اس سلسلے میں وہ تمام طریقے استعمال کئے گئے ہیں جو ممکن ہو سکتے ہوں۔

ولقد صرفنا فی هذا القرآن لیذکروا وما یزیدهم الا نفورا: اور ہم نے اس قرآن میں (ہر بات) مختلف اسالیب میں بیان کی ہے تاکہ لوگ اس سے سبق حاصل کر سکیں۔ مگر منکرین حق کے لئے ان مضامین سے دوری ہی بڑھتی جائے گی (کیوں کہ قبول حق ان کے لئے بہت شاق گزرتا ہے (بنی اسرائیل: ۴۱)

ولقد صرفنا للناس فی هذا القرآن من کل مثل فابی اکثر الناس الا کفورا: اور ہم نے نوع انسانی کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں پھیر پھیر کر (مختلف پیرایوں میں) بیان کر دی ہیں مگر اکثر لوگوں کو (حق و باطل کے راستوں کی وضاحت کے بعد بھی) کفر ہی پر اصرار رہتا ہے (تاکہ وہ

بے راہ روی کی روش اپنا کر من مانی کر سکیں (بنی اسرائیل : ۸۹)

قرآن عظیم کا مشن یہ ہے کہ وہ حق بات کو پوری طرح اجاگر کرکے نوع انسانی پر اتمام حجت کردے جس کے بعد مزید کسی قیل وقال کی گنجائش مطلق نہ رہ جائے۔ یہ بالکل دوسری بات ہے کہ بنی آدم حق بات اور اس کے دلائل کو تسلیم کریں یا نہ کریں۔ ارادہ و اختیار کی آزادی عطا کرنے اور غور وفکر کی دعوت دینے کا مقصد بھی اتمام حجت ہی ہے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے قرآن کریم محض علمی وعقلی دلائل ہی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ نظام کائنات سے متعلق ہر قسم کے آفاقی و انفسی (سائنٹفک) دلائل بھی توحید، رسالت اور معاد کی صحت وصداقت کے ثبوت میں فراہم کرتا ہے۔ حسب ذیل آیات کا یہی مطلب ہے:

سنریهم آیٰتنا فی الآفاق وفی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق : ہم ان منکرین کو اپنے نشانات ودلائل دکھا کر رہیں گے ان کے چاروں طرف (مختلف مظاہر کائنات میں) بھی اور خود ان کی ہستیوں (ان کے طبعی وفطری اور نفسیاتی احوال وکوائف) میں بھی تاآنکہ ان پر واضح ہوجائے کہ یہ کلام برحق ہے۔ (حٰم سجدہ : ۵۳)

خلق الانسان من عجل ساوریکم الخ .... : انسان کی سرشت میں (نفسیاتی طور پر) بڑی عجلت پسندی رکھ دی گئی ہے۔ ہم عنقریب تم کو اپنے نشانات ودلائل دکھادوں گا۔ لہذا تم جلدی مت کرو۔ (مومن : ۸۱)

آیات الٰہی کیا ہیں | اس لحاظ سے قرآن حکیم میں نظام کائنات اور علوم سائنس سے متعلق جو آیات مذکور ہیں وہ ان ہی اغراض ومقاصد کے افہام وتفہیم کی غرض سے ہیں۔

ان فی السمٰوٰت والارض لاٰیٰت للمؤمنین ۝ وفی خلقکم وما یبث من دآبة اٰیٰت لقوم یوقنون ۝ واختلاف الیل والنهار وما انزل الله من السمآء من رزق فاحیا به الارض بعد موتها وتصریف الریٰح اٰیٰت لقوم یعقلون ۝ تلك اٰیٰت الله نتلوها علیك بالحق، فبای حدیث بعد الله واٰیٰته یؤمنون ۝ ویل لکل افاك اثیم ۝ یسمع اٰیٰت الله تتلیٰ علیه ثم یصر مستکبرا کان لم یسمعها

فنقسہ بعض اب الیمہ ٥

بے شک ارض وسماوات میں ایمان لانے والوں کے لئے نشانات و دلائل بکھرے ہوئے ہیں۔ خود تمہاری اور دیگر جانداروں کی خلقت میں بھی یقین کرنے والوں کے لئے نشانیاں موجود ہیں۔ رات دن کے ہیر پھیر میں اور اس رزق (پانی جو ذریعہ رزق ہے) میں جس کو وہ اوپر سے برسا دیتا ہے پھر اس کے ذریعہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے (خشک زمین کو سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے) اور ہواؤں کے (نظام) ادل بدل میں بھی سمجھنے والوں کے لئے نشانہائے (قدرت) موجود ہیں۔ یہ اللہ کی آیات ہیں جن کو ہم ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سنا رہے ہیں۔ تو پھر اللہ اور اس کی آیات ونشانات کے بعد یہ لوگ آخر کس بات پر ایمان لاسکیں گے؟ خرابی ہے ہر اس شخص کے لئے جو جھوٹ اور گناہ پر کمر باندھ چکا ہو۔ جو "آیات اللہ" کو ـــ جو اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ سنتا تو ہے مگر پھر تکبر ہی پر اڑا رہتا ہے، گویا کہ کچھ سنا ہی نہیں۔ تو ایسے شخص کو ایک دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔

(جاثیہ: ۲ ـــ ۸)

قرآن کی اصطلاح میں "آیات" یا "آیات اللہ" کا اطلاق چار چیزوں پر ہوتا ہے:

۱۔ قرآنی آیات

۲۔ احکام و اوامر

۳۔ معجزات انبیاء

۴۔ نشانات و دلائل

لفظ آیات "آیۃ" کی جمع ہے جس کے معنی ظاہری یا واضح نشانی (SIGN) کے ہیں۔ یہ نشانی اگرچہ مکمل دلیل نہیں ہوتی۔ مگر واضح طور پر (منطقی) دلیل کی رہنمائی کرنے والی ہوتی ہے[1]۔

---

[1] مفردات القرآن، ص ۱۴، از مولانا فراہیؒ

اس سے مراد وہ علامات قدرت اور نشانات الٰہی ہیں جو صحیفہ فطرت کے اوراق پر منقش ہیں۔ جن سے خدا کے وجود، اس کی قدرت و وحدانیت، ربوبیت و رحمانیت اور حکمت و منصوبہ بندی کا حال آشکارا ہوتا ہے اور جن سے رسالت اور یوم آخرت کی شہادت و گواہی فراہم ہوتی ہے۔ ان خدائی نشانات و دلائل میں سے جو چیزیں انسان کی ذات اور اس کی سرشت سے متعلق ہیں۔ ان کو دلائل انفس کہا جاتا ہے اور جو نشانات قدرت انسان کے چاروں طرف مختلف مظاہر (حیوانات ونباتات اور جمادات و افلاک) کی ساخت و پرداخت اور ان کے تحیر خیز نظامات کی شکل میں بکھرے ہوئے ہیں انہیں دلائل آفاق کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ سائنٹفک تحقیق و ریسرچ سے جس قدر بھی دلائل وشواہد فراہم ہوں وہ اصولاً ان ہی دو اقسام میں محصور ہوں گے اور آفاقی و انفسی دلائل ہی کا دوسرا نام "آیات اللہ" ہے۔

غرض اس وقت میرا موضوع بحث اسی قسم کی ایک آفاقی یا تکوینی (NATURAL) "آیت" (کلوروفل[1]) سے ہے۔ جس میں توحید و رسالت اور یوم جزاء کے اثبات کے واضح دلائل اور نہایت حیران کن اسباق و بصائر موجود ہیں۔ یہ ایک ایسا مجموعہ عبر و بصائر ہے جس کے ملاحظہ سے مادیت (MATERIAL-ISM) کے تار پود بکھر جاتے ہیں، نیچریت (NATURALISM) پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔ اور تشکیک ولاادریت وغیرہ تمام گمراہ کن فلسفوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

کلیسا اور مادیت یوں تو مادہ پرستی یا دہریت زمانہ قدیم سے کسی نہ کسی شکل میں موجود رہی ہے۔ مگر یہ وبا جس عالمگیر پیمانے پر آج پھیلی ہوئی ہے اس کی مثال گذشتہ ادوار میں نہیں ملتی۔ موجودہ الحاد ولادینیت کی آفاق گیر نشر و اشاعت کلیسا (چرچ) کی ناعاقبت اندیشی کا براہ راست نتیجہ ہے۔ یعنی کلیسا نے علم و تحقیق کے خلاف صدیوں تک جبر و استبداد، شقاوت و بربریت اور روح فرسا

---

[1] اس سے مراد وہ خضرہ یا ہرا رنگ ہے جو دنیائے نباتات کا لازمی عنصر ہے۔ اس کی بنا پر پیڑ پودے ہرے بھرے اور سرسبز و شاداب دکھائی دیتے ہیں۔

مظالم کا جو مظاہرہ کیا تھا، الحاد و مادیت اسی کا ردعمل ہے۔ کلیسا کے مظالم اور جبرہ دستیوں سے تنگ آکر اہل علم (سائنس دانوں) نے مذہب کے خلاف بغاوت کردی اور الحاد و دہریت کے نقیب و ہمنوا بن گئے۔ کیوں کہ وہ صاف دیکھ رہے تھے کہ عیسائی مذہب میں علمی ترقیوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے بلکہ کلیسا ہر نئی تحقیق پر کفر و ارتداد کا فتوی صادر کرتا ہے۔ جو صاف و صراحتاً رویت و مشاہدہ اور واقعات و حقائق کا انکار ہے، بلکہ تحقیق و تجربہ اور علمی سرگرمیوں کا گلا گھوٹنے کے مترادف بھی۔ غرض کلیسا کے "خدائی فوجداروں" نے محض اپنے نام نہاد مذہبی تقدس اور اس کی بالادستی کو قائم رکھنے کی خاطر بے شمار محققین اور سائنس دانوں کو بلا وجہ مجرم قرار دیا اور انہیں ایسی اذیت ناک سزائیں دیں جن کے تصور ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں

جب لوگوں نے دیکھا کہ عیسائی مذہب عقل و مشاہدہ، تجربہ و اختیار اور واقعات و حقائق کا نہ صرف انکار کرتا ہے بلکہ "نئے نئے خیالات" پھیلانے کے جرم میں اہل علم کی گردنیں بھی اڑاتا ہے۔ تو انھوں نے اپنے کندھوں پر سے مذہب کا جوا ہی اتار پھینکا اور صاف صاف اعلان کردیا کہ مذہب سراسر غیر علمی و غیر معقول نظریات و توہمات کا مجموعہ ہے، جن کو عقل و قیاس سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے[۱]۔ یہ کلیسائی رویہ کا منطقی نتیجہ اور مثبت ردعمل تھا جس نے آگے چل کر خدا بیزاری کی عالمگیر شکل اختیار کرلی۔ اور جس کے تباہ کن اثرات آج پورے انسانی معاشرہ پر پڑ رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس خدا بیزاری کی وجہ سے تہذیب انسانی کے باقیات اور اس کی کل اخلاقی قدروں کو آج زبردست خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔

اسلام کا کارنامہ یہ ایک ناقابل فراموش حقیقت ہے کہ عیسائیت کے پھیلائے ہوئے مذکورہ بالا زہر

---

[۱] یہ بات صرف عیسائیت پر ہی صادق آتی ہے۔ ورنہ اسلام تو ایک سراسر علمی و عقلی مذہب ہے جو نہ صرف ہر قسم کی دنیوی ترقیوں کے دروازے کھلے رکھتا ہے بلکہ اس کی ہمت افزائی بھی کرتا ہے جیسا کہ اگلے صفحات سے ظاہر ہوگا سائنس کی موجودہ ترقی بھی دراصل اسلام ہی کی انوکھی دعوت کا منطقی نتیجہ ہے۔

کا تریاق صرف اسلام کے "خزانۂ عامرہ" میں موجود ہے۔ گویا کہ عیسائیت کا "قرضہ" اسلام اپنی "جیب" سے ادا کر رہا ہے اور اس کی پھیلائی ہوئی مضرتوں اور گمراہیوں کا دفیعہ کر رہا ہے۔ اسلام سائنس کی ترقیوں کا داعی و نقیب رہا ہے جس کی راہ میں روڑے اٹکا کر عیسائیت نے خود اپنے پیروں پر کلہاڑی ماری ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آج موجودہ خدا بیزار معاشرہ کا دماغی و روحانی آپریشن کر کے اس کے دل و دماغ کو دھونے والا کوئی بھی مذہب سوائے اسلام کے اس کائنات گیتی میں موجود نہیں ہے۔ قرآن عظیم حقیقتاً ایک ایسا "آپریشن روم" (یا روحانی ہسپتال) ہے جس میں ہر قسم کی "ذہنی بیماریوں" اور "دماغی امراض" کا کافی و شافی علاج ہوتا ہے جس میں "لاعلاج" قسم کے مریضوں کی چیر پھاڑ اور سرجری کر کے ان کی مرہم پٹی کر دی جاتی ہے۔ اس کے "فرسٹ ایڈ" بکس میں ہنگامی حوادث سے نمٹنے کا تمام سامان موجود ہے۔

یا ایھا الناس قد جاء تکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور وھدی ورحمۃ للمومنین: لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے نصیحت آچکی ہے جو تمام دلی امراض کے لئے شفا ہے اور اہل ایمان کے لئے تو سراسر ہدایت و رحمت۔ (یونس: ۵۷)

یا ایھا الناس قد جاء کم برھان من ربکم وانزلنا الیکم نوراً مبیناً، لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف نور روشن (قرآن) اتار دیا ہے جو تمہیں دنیا کی بھول بھلیوں سے نکالنے کے لئے روشنی کا کام دے گا۔ (نساء: ۱۷۴)

ونزلنا علیک الکتب تبیاناً لکل شیئ، (اے محمد) ہم نے تم پر وہ کتاب اتاری ہے جو ہر چیز کی وضاحت کرنے والی ہے (نحل: ۸۹)

ولقد ضربنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل لعلھم یتذکرون: اور ہم نے اس قرآن میں یقیناً ہر (ضروری) بات کی مثال بیان کر دی ہے تاکہ وہ چونک سکے۔

(زمر: ۲۷)

ھذا بیان للناس وھدی وموعظۃ للمتقین : یہ نوع انسانی کے لئے ایک وضاحت نامہ ہے اور اہل تقویٰ کے لئے درس ہدایت (آل عمران : ۱۳۸)

اس لحاظ سے قرآن حکیم پوری دنیائے انسانیت کے لئے روشنی کا منارہ (لائٹ ہاؤس) اور مشعل راہ بنا ہے جس کی جگمگاہٹ سے پورا کرۂ ارض بقعۂ نور بن چکا ہے۔ یا بن جانے کے قریب ہے۔

معرکۂ قرآن و سائنس | الحاد و مادیت اور تشکیک و لاادریت وغیرہ تمام مہمل فلسفوں کی مزاج پرستی اور ان کے گمراہ کن عقائد کے سیل رواں کا مقابلہ قرآن حکیم بہت ہی کامیاب اور حیرت انگیز انداز میں کرتا ہے۔ مگر یہ بڑی ہی عجیب حقیقت ہے کہ مادہ پرستی کا توڑ وہ خود اسی کی تحقیقات کے ذریعہ کر دیتا ہے اور اس کا داؤں اسی پر الٹ دیتا ہے یعنی اس کے ہاتھ پیر خود اسی کی رسی سے باندھ دیتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان کی تحقیقات خود اس کے گلے کا پھندہ بن جاتی ہیں جس کا نظارہ بڑا ہی سبق آموز اور عبرت انگیز ہے۔ جیسا کہ "کلوروفل" کے مباحث سے ظاہر ہوگا۔

قرآن حکیم اس سلسلے میں اعجازی طور پر ایک زبردست ہتھیار استعمال کرتا ہے جس کو "دلائل آفاق و انفس" کہتے ہیں۔ یہ قرآنی ہتھیار یا "ضرب کلیمی" بڑی انوکھی، حیرت ناک اور چونکا دینے والی ہے۔ جس کی ضربوں سے مادیت کا قصر عالی ریت کے تودے کی طرح زمین بوس ہو جاتا ہے۔ الحاد و لادینیت کے تانے بانے مکڑی کے جالے کی طرح ٹوٹ جاتے ہیں اور شکوک و شبہات کی تمام دیواریں آناً فاناً منہدم ہو جاتی ہیں۔ ان معرکہ آرائیوں کے ملاحظہ سے اس حقیقت عظمیٰ کے تسلیم کر لینے میں کوئی تردد باقی نہیں رہ جاتا کہ یہ انوکھی اور لاجواب کتاب حکمت برحق اور منجانب اللہ ہے ورنہ وہ اس قدر لازوال سچائیوں سے لبریز نہ ہوتا۔

انبیائے کرام کے کارنامے اور معرکۂ جدید | آپ نوح علیہ السلام کی داستان سے واقف ہوں گے کہ ان کی نجات ایک حیرت انگیز کشتی کے ذریعہ کس طرح ہو گئی اور ان کی نافرمان قوم کو کس بری طرح ڈبو دیا گیا؟ ابراہیم علیہ السلام کے حالات سے باخبر ہوں گے کہ آپ کے مقابلے میں نمرود جیسا

باجبروت حکمران اپنے سارے کروفر کے باوجود کس طرح عاجز و بے بس ہو کر رہ گیا! موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کی معرکہ آرائی کا حال بھی سنا ہوگا کہ ایک پوری قوم باوجود سحر و ساحری میں استادانہ والامانہ مہارت رکھنے کے ایک فردِ واحد کے مقابلہ میں کس طرح اپنی چوکڑی بھول گئی اور کس طرح ذلت آمیز شکست سے دوچار ہو کر بارگاہ یزدانی میں سجدہ ریز ہو گئی! پھر بدر و خیبر کی معجز نمائیاں تو یاد ہوں گی کہ مٹھی بھر جانبازوں نے کس طرح کشتوں کے پشتے لگا دیئے! اور سب سے بڑھ کر قرآن عظیم کی وہ ڈانٹ اور للکار تو سنی ہی ہوگی جس کے روبرو پوری دنیائے عرب نے گھٹنے ٹیک دیئے اور گونگی بن گئی۔

مگر آپ نے یہ تمام واقعات یا تو پڑھے ہوں گے یا صرف سنے ہوں گے۔ شکست خوردہ فریق مخالف کی ذلت و مسکنت اور ندامت و شرمساری کا نظارہ تو یقیناً نہیں کیا ہوگا! لہٰذا آیئے آج کی صحبت میں بیسویں صدی کے ایک "مہادیو" (سائنس) کی شکست فاش اور اس کی بے چارگی و درماندگی کی ایک تصویر مجسم کا نظارہ کر لیا جائے جس کی آج عام طور پر دھاک بیٹھی ہوئی ہے اور ذہن و دماغ پر اس کی ہیبت چھائی ہوئی ہے[1]۔

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کرے۔ اگرچہ مشرکین (دینِ حق کے اس غلبہ کو) ناپسند ہی کیوں نہ کریں۔

(توبہ:)

سائنس کی اصل حقیقت واضح رہے کہ اسلام یا قرآن کا اصل معرکہ صرف مادہ پرستی اور خدا بیزاری

---

[1] حقیقت یہ ہے کہ آج مادہ پرستوں میں سائنس کی وہی حیثیت ہے جو قدیم اقوام میں کسی سب سے بڑے اور قومی بت (مہادیو) کی ہوا کرتی تھی۔ آج کسی بھی مسئلہ کو سائنس ہی کی عینک سے دیکھنے کا رجحان عام ہو گیا ہے گویا کہ وہ کوئی سروقاضی یا جیوجیتس ہے۔ حالانکہ حقیقت کے اعتبار سے وہ کائنات کے مبادیات تک سے ناواقف ہے

سے ہے نہ کہ براہ راست سائنس سے۔ یا دوسرے الفاظ میں قرآن حکیم براہ راست سائنس یا علم کائنات کا حریف اور اس کا مدمقابل نہیں بلکہ وہ صرف لوگوں کے ذہنوں میں سرایت کردہ ان جراثیم کو نکال باہر کرنا چاہتا ہے جو مادیت کے پروردہ اور خدا بیزاری کی آغوش میں پروان چڑھے ہوئے ہیں۔ ورنہ وہ نہ صرف نظام کائنات میں غور و فکر کی دعوت دیتا ہے بلکہ مختلف اندازوں سے اس پر ابھارتا بھی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کی بیشتر آیات شاہد ہیں۔ اس دعوت فکر سے جہاں بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں وہاں پر ایک بڑی حکمت یہ بھی ہے کہ کائناتی علوم میں ترقی کے باعث انسان کو خود اپنی بے بسی اور عجز و درماندگی کا شدت کے ...... ساتھ احساس بھی ہو جائے۔

سائنس محض کائنات اور نظام کائنات کے حقیقت پسندانہ اور غیر جانب دارانہ تنقید و جائزہ اور نقد و نظر کا نام ہے۔ اس لحاظ سے سائنس اور علوم سائنس کا سرمایہ اپنی اصل ماہیت کے اعتبار سے علم انسانی کا ایک قیمتی سرمایہ ہے جو کسی بھی طرح دین و مذہب کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ سائنس دراصل آج مذہب اسلام کی سب سے بڑی حامی و مؤید اور اس کی لونڈی نظر آتی ہے۔ سائنسی تحقیقات و انکشافات ہی کی بدولت قرآن کے آفاقی و انفسی دلائل، دین متین کے ابدی حقایق کے روپ میں جلوہ گر ہو رہے ہیں کیوں کہ خلاق فطرت نے مظاہر فطرت کے اصول و ضوابط اپنے دین و شریعت کے اصول و کلیات میں بہت بڑی حد تک مطابقت و یکسانیت اور حکمت و مصلحت رکھ دی ہے۔ جس کا حال مطالعۂ فطرت سے آشکارا ہو جاتا ہے۔

خلق اللہ السموات والارض انا فی ذالک لآیتہ للمؤمنین: اللہ نے زمین اور آسمانوں کو مطابقت و سچائی کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ بلاشبہ اس (مطابقت) میں اہل ایمان کے لئے ایک بہت بڑی نشانی موجود ہے (عنکبوت: ۴۴)

کیا سائنسی نظریات قابل استدلال ہیں اس موقع پر یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ علم انسانی (سائنس) اگرچہ عموماً تغیر پذیر ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ سرے سے ناقابل التفات اور ناقابل استدلال ہے۔ ورنہ پھر قرآن حکیم کا جگہ جگہ نظام کائنات میں غور و فکر کی دعوت دینا اور اکثر مواقع پر

یہ فرمانا کہ سوچ۔بچار اور تحقیق وتدقیق سے کام لینے والوں کے لئے کائنات کی ہر چیز میں دلائل وبینات موجود ہیں، ایک مہمل وبے معنی بات ہوتی۔ اور دوسری حیثیت سے نظام کائنات سے کسی پر بھی حجت پوری نہ ہوسکتی اور آفاقی وانفسی دلائل کا مقصد ہی فوت ہوجاتا۔ حالانکہ قرآن کو صاف صاف اور غیر مبہم الفاظ میں اعلان کرتا ہے:

ومن ایتہ ان خلقکم من تراب ثم اذا انتم بشر تنتشرون ۰ ومن ایتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان فی ذالک لآیت لقوم یتفکرون ۰ ومن ایتہ خلق السمٰوات والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذالک لآیت للعلمین ۰ ومن ایتہ منامکم بالیل والنھار وابتغاؤکم من فضلہ ان فی ذالک لآیت لقوم یسمعون ۰ ومن ایتہ یریکم البرق خوفاً وطمعاً وینزل من السماء ماءً فیحی بہ الارض بعد موتھا ان فی ذالک لآیت لقوم یعقلون ۰ ومن ایتہ ان تقوم السماء والارض بامرہ ثم اذا دعاکم دعوۃ من الارض اذا انتم تخرجون ۰ ولہ من فی السمٰوات والارض کل لہ قٰنتون ۰

وجود باری کی نشانیوں میں سے ہے یہ بات کہ اس نے تم کو مٹی (کے عناصر) سے پیدا کیا پھر تم (پورے) انسان بن کر (دھرتی کے سینے پر) پھیل جاتے ہو۔ اور اس کے نشانہائے قدرت میں سے ہے یہ امر کہ اس نے تمہارے لیئے اور تمہارے سکون کی خاطر تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے۔ اور تمہارے درمیان محبت وشفقت (کے جذبات) پیدا کر دیئے۔ درحقیقت ان امور میں غور وفکر کرنے والوں کے لیئے (وجود باری اور اس کی قدرت وربوبیت کے) دلائل موجود ہیں۔

اور زمین وآسمانوں کی تخلیق اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بھی اس کے نشانات خاصہ میں سے ہے۔ بے شک ان امور میں اہل علم کے لئے بڑی بڑی دلیلیں موجود ہیں۔

رات اور دن کے وقت تمہارا سونا اور (صفحۂ ارض میں) اس کے فضل کو تلاش کرنا بھی اس کی علامات میں سے ہے بلاشبہ ان باتوں پر کان دھرنے والوں کے لئے (ربوبیت خداوندی کی) .... خاص الخاص دلالتیں موجود ہیں۔

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے یہ بھی کہ وہ امید وبیم کی خاطر تم کو بجلی (کے کرشمے) دکھاتا ہے اور اوپر سے پانی برساتا ہے۔ پھر اس پانی کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے (وہ خشک بیابان سے ایک لہلہاتے ہوئے سبزہ زار میں تبدیل ہو جاتی ہے)۔ یقیناً اس باب میں سمجھنے والوں کے لئے بڑے (اہم اور معرکہ آراء) دلائل موجود ہیں۔

اور اس کے نشانات قدرت میں سے ہے یہ بات کہ ارض وسما اسی کے حکم سے قائم ہیں (جو ایک دوسرے پر گر نہیں پڑتے) پھر وہ جب تم کو (کائنات کے فنا ہو جانے کے بعد) یکبارگی پکارے گا تو تم (اپنے مرے ہے) زمین سے نکل پڑو گے۔ اور زمین و آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے سب کچھ اس کی ملکیت ہے۔ اور سب کے سب اسی کے حکم کے تابع ہیں (کسی کو اس کے حکم سے سرتابی کی مجال نہیں ہے۔ وہ جب چاہے گا اور جس طرح چاہے گا تمام مخلوقات کا حشر کرے گا (روم: ۲۰-۲۶)

ھو الذی انزل من السماء ماءً لکم منہ شراب و منہ شجر فیہ تسیمون ینبت لکم بہ الزرع والزیتون والنخیل والاعناب ومن کل الثمرات ان فی ذالک لایۃ لقوم یتفکرون۔ وسخر لکم الیل والنھار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ ان فی ذالک لایات لقوم یعقلون۔ وما ذرا لکم فی الارض مختلفا الوانہ ان فی ذالک لایۃ لقوم یذکرون ٥

وہی ہے (تمہارا معبود) جس نے تمہارے لئے اوپر سے پانی برسایا۔ یہی پانی مشروب بھی ہے اسی سے درخت اگتے ہیں اور اسی پانی (کے ذریعہ اگے ہوئے سبزہ زاروں میں) تم اپنے مواشی چراتے ہو۔ (یہ اس کی ربوبیت کا حیرتناک کرشمہ ہے کہ وہ محض) اس پانی کے ذریعہ تمہاری خاطر ہر قسم کی کھیتیاں، زیتون، کھجور، انگور اور قسم قسم کے (رنگ برنگے اور مختلف ذائقوں اور خصوصیات والے) میوے اگا دیتا ہے۔ یقیناً اس باب میں سوچ بچار کرنے والوں کے لئے ایک بہت

بڑی نشانی موجود ہے۔ اور اس نے تمہارے لئے دن رات اور آفتاب و ماہتاب کو کام میں لگایا اور کل ستارے بھی اسی کے حکم کے تابع ہیں۔ بلاشبہ ان امور میں عقل سے کام لینے والوں کے لئے بڑی بڑی نشانیاں موجود ہیں۔ اور تمہاری (پرورش کی) خاطر اس نے دھرتی میں جو (بوقلمو نیاں) پھیلا رکھی ہیں۔ ان تمام کے رنگ و لون جدا جدا ہیں۔ اس اختلاف الوان میں چونکنے والوں کے لئے ایک عظیم الشان دلیل موجود ہے (نحل: ۱۰-۱۳)

یہ اور اسی قسم کی دیگر بہت سی آیات کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم انسانی علم و عقل کو (ایک حد تک) قابل استدلال ضرور سمجھتا ہے جیسا کہ "لقوم تیفکرون"، "لقوم یعقلون"، "لقوم یسمعون" اور "لقوم یذکرون" وغیرہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اگر مظاہر کائنات کی ساخت و پرداخت میں نظم و ضبط نہ ہوتا، حکمت و منصوبہ بندی نہ ہوتی بلکہ انتشار و اضطراب ہوتا پھر ان مظاہر پر سوچ بوجھ اور غور و تامل ایک بے کار اور لایعنی بات ہوتی۔ یہ اور بات ہے کہ انسان کو اشیائے عالم کی اصل حقیقت و ماہیت اور اس کے آغاز و انجام کا کوئی کلی و حتمی علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کا علم ہمیشہ بالکل سطحی اور واجبی واجبی قسم کا ہوتا ہے۔ اسی کو قرآن دیگر مواقع پر "علم قلیل" سے تعبیر کرتا ہے۔

وما اوتیتم من العلم الا قلیلا : اور تم کو بہت ہی تھوڑا علم دیا گیا ہے۔
بنی اسرائیل: ۸۵)

ولا یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما شاء : اور یہ لوگ اس سے زیادہ علم حاصل نہیں کر سکتے جتنا کہ وہ چاہتا ہے (بقرہ: ۲۵۵)

ان دونوں آیتوں میں بھی علم انسانی کا سرے سے انکار نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ دونوں آیتیں اس مسئلہ پر صاف روشنی ڈال رہی ہیں کہ انسان کو ایک حد تک علم سے نوازا گیا ہے۔ یعنی نظام کائنات میں غور و خوض اور تلاش و تفحص کی بدولت جتنا کچھ بھی علم حاصل کیا جا سکتا ہے وہ "علم حقیقی" کی بہ نسبت "بہت تھوڑا" اور حقیر قسم کا ہوگا، مگر ہوگا ضرور۔ ورنہ پھر نوع انسانی پر حجت قائم نہیں ہو سکتی۔

علم انسانی ۔ یا علوم سائنس ۔ کے ایک حد تک قابل وثوق و قابل استدلال ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ اپالو ۱۱ کی اڑان سے پہلے سائنس دانوں کا نظریہ تھا کہ چاند پر ہوا، پانی اور زندگی وغیرہ نہیں ہے۔ نیز یہ کہ چاند پر بیشمار گڑھے، غار اور آتش فشانی دہانے وغیرہ رونما ہو چکے ہیں اور وہاں پر کشش بھی زمین کے مقابلے میں صرف ⅙ ہے وغیرہ وغیرہ۔

چاند کی تسخیر کے باعث ان تمام نظریات کی تصدیق ہو چکی ہے۔ ہاں صرف فاصلے سے متعلق اندازے میں تیرہ ہزار میل کی غلطی ثابت ہوئی ہے۔ یعنی پہلے زمین سے چاند تک کا اوسط فاصلہ دو لاکھ چالیس ہزار میل تصور کیا جاتا تھا۔ مگر تازہ تحقیق کے مطابق دو لاکھ ستائیس ہزار میل قرار پایا ہے۔ آرمسٹرانگ اور ایلڈرن نے چاند پر آئینہ نصب کیا تھا اس پر روشنی کی شعاع پھینک کر اس کی آمد و رفت کے وقفہ کے لحاظ سے یہ فاصلہ نوٹ کیا گیا ہے[1]

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علم انسانی میں بعض اوقات غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ پورے علم انسانی کو ناقابل اعتبار قرار دے دیا جائے۔ یہ تو نظری مسائل کا حال ہوا اس کے برعکس وہ امور جو عملی سائنس (PRACTICAL SCIENCE) سے متعلق ہیں ان میں غلطیوں کا امکان بہت ہی کم اور نہ ہونے کے برابر ہے۔ عملی سائنس کی بدولت زیادہ تر قوانین قدرت دریافت ہوئے ہیں۔

سائنس اور اس کی شاخیں: سائنس نظام کائنات میں غور و فکر اور مظاہر کائنات کی تحقیق و تفتیش کا نام ہے۔ بالفاظ دیگر استقرائی حیثیت سے اشیائے عالم کی چھان بین کر کے اصول و کلیات (قوانین قدرت) دریافت کرنا اور رازہائے فطرت کا پتہ لگانا۔ سائنس کی اہم شاخیں حسب ذیل ہیں:

۱۔ علم کیمیا (کیمسٹری): جس میں مادہ اور دنیا کی تمام اشیاء کی بناوٹ اور ساخت،

---

[1] روشنی ایک سکنڈ میں ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل کا فاصلہ طے کر لیتی ہے۔ اور آج کل ایسے آلات ایجاد ہو گئے ہیں جو سکنڈ کو لاکھوں حصوں میں تقسیم کر سکتے اور ان کا حساب لگا سکتے ہیں۔

وترکیب سے بحث کی جاتی ہے۔ یعنی وہ کن کن عناصر سے مرکب ہیں اور ان کے خواص وطبائع کیا ہیں وغیرہ۔

۲۔ طبعیات (فزکس)؛ جس میں مادہ (کُل اشیائے کائنات) میں پائی جانے والی قوتوں؛ حرارت، بجلی، مقناطیس، روشنی اور آواز کے اصولوں سے بحث کی جاتی ہے۔ اور ان توانائیوں کے اثرات "مادہ" پر دکھائے جاتے ہیں۔

۳۔ حیاتیات (بیالوجی)؛ جس میں حیوانات ونباتات کی ساخت پرداخت اور "زندگی" کے خصائص ولوازمات زیر بحث لائے جاتے ہیں۔

۴۔ علم جمادات (جیالوجی)؛ جس کا موضوع بحث زیر زمین پائی جانے والی اشیاء ہوتی ہیں مثلاً مختلف قسم کی مٹی اور چٹانوں کی پرتیں وغیرہ۔

۵۔ فلکیات (آسٹرانمی) اور فلکی طبعیات (آسٹروفزکس)، جن میں ستاروں اور سیاروں کے نظامات، کہکشانی مادہ سے ان کی پیدائش اور موت کے اصول وضوابط، ان کے خواص وطبائع اور طبعی وفطری احوال وکوائف وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے۔ (باقی)

معاونین کی فیس میں اضافہ

بے تحاشہ گرانی سے مجبور ہو کر حضرات ممبران کی سالانہ فیس میں حسب ذیل اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ اضافہ جنوری ۱۹۷۱ء سے ہے۔

(۱) معاونین:۔	چالیس روپے سالانہ کے بجائے	پچاس روپے سالانہ
(۲) معاونین عام:۔	پچیس " " "	تیس " "
(۳) احباء:۔	پندرہ " " "	بیس " "

ممبری کی قواعد ضوابط کی کاپی دفتر سے طلب فرمائیں۔

منیجر ندوۃ المصنفین۔ دہلی۔ ۶